اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۹ جنوری (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

جنرل آئزن ہاور نے صدارتی کام شروع کر دیا

واشنگٹن ۱۲ جنوری۔ امریکہ کے نئے صدر جنرل آئزن ہاور نے آج سے صدارت کا کام شروع کر دیا ہے۔ ابھی ان کی کابینہ نہیں بنی ہے۔ انہوں نے سینیٹ کو صرف آٹھ ممبران کے نام پیش کئے تھے تاکہ کابینہ حلف اٹھا سکے ان ناموں میں مسٹر ولسن کا نام شامل نہیں تھا۔ ابھی سینیٹ نے ان نامزدگیوں کی منظوری نہیں دی ہے۔

دستور ساز اسمبلی کا اجلاس غیر معین عرصہ کیلئے ملتوی ہو گیا

ممبران اسمبلی کی طرف سے بنیادی اصولوں کی رپورٹ میں دو سو اٹھتر ترمیمیں پیش کرنے کا نوٹس

کراچی ۲۱ جنوری۔ آج کراچی میں دستور ساز اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا۔ لیکن جلدی غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین آج کے اجلاس میں یہ تحریک پیش کرنے والے تھے کہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ پر غور کیا جائے۔ لیکن انہوں نے یہ اعلان کیا کہ ابھی وہ یہ تحریک پیش نہیں کریں گے۔ آپ نے کہا کہ ان سفارشات کو ملک میں خاصا پسند کیا گیا ہے۔ لیکن ابھی دو ایک باتوں پر اختلاف رائے ہے تاہم مجھے امید ہے کہ عوامی لیڈروں سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد ان پر بھی سمجھوتہ ہو جائے گا۔ آج میں یہ تحریک پیش نہیں کروں گا۔ تاکہ دستوری سفارشات پر پوری طرح غور کیا جا سکے ——— اس سے پہلے صدر اسمبلی نے التوا کی دو تحریکوں پر بحث کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ ان میں سے ایک تحریک میاں افتخار الدین نے پیش کی تھی۔ جس کا مقصد کراچی کے طلباء کے مطالبات کو بنیادی اصولوں کی رپورٹ میں شامل کرانا تھا۔ دوسری تحریک سردار شوکت حیات کی طرف سے تھی۔ جس کا مقصد ایوننگ ٹائمز کے ایڈیٹر مسٹر سیلمری کی گرفتاری پر بحث کرنا تھا۔ آج صبح دستور ساز اسمبلی کا اجلاس ختم ہونے کے فوراً بعد مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کا جلسہ ہوا۔

اسمبلی کے ممبروں نے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ پر اب تک دو سو اٹھتر ترمیمیں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے مسٹر کھوڑو نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ پاکستان کو آزاد خود مختار جمہوریہ قرار دے دیا جائے۔ سردار اسد اللہ جان نے ایک ترمیم کے ذریعہ سفارش کی ہے کہ پاکستان کو دولت مشترکہ سے قطع تعلق کر لینا چاہیئے۔ میاں افتخار الدین نے ایک ترمیم میں کہا ہے کہ مغربی اور مشرقی پاکستان میں کانفیڈریشن طرز کی حکومت قائم کی جائے۔ مسٹر دھریندر ناتھ دت کی ایک ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ محض مغربی اور مشرقی پاکستان یعنی دو یونٹوں کا وفاق قائم کیا جائے۔ مسٹر کامنی کمار دت نے ایک ترمیم کے ذریعہ یہ تجویز پیش کی کہ مشرقی بنگال کو وفاق کا داخلی طور پر خود مختار یونٹ تصور کیا جائے ——— کانگرس پارٹی کے ممبروں نے اس ترمیم کے نوٹس دیئے ہیں کہ پاکستان میں مخلوط انتخابات کئے جائیں اور اقلیتوں کے واسطے دس سال کے لئے نشستیں مخصوص کر دی جائیں۔ بیگم شاہنواز نے ایک ترمیم کا نوٹس دیا ہے کہ عورتوں کے لئے دونوں ایوانوں میں کم از کم دس سال کے لئے نشستیں مخصوص کی جانی چاہئیں۔ مسٹر دھریندر ناتھ دت کی ایک ترمیم میں کہا گیا ہے کہ صدر مملکت کا انتخاب بالغوں کے حق رائے دہندگی کی بنا پر براہ راست ہونا چاہیئے

سردار اسد اللہ جان نے تجویز پیش کی ہے کہ وفاقی عدالت یا پانچ منتخب علماء کے بورڈ کے مشورہ سے کسی قانون کے خلاف سنت یا موافق سنت ہونے کا فیصلہ کرے۔

ترکی کے وزیر خارجہ یوگوسلاویہ پہنچ گئے

بلغراد ۲۱ جنوری۔ ترکی کے وزیر خارجہ فواد کوپرولو یوگوسلاویہ کے پانچ روزہ دورہ پر کل رات بلغراد پہنچ گئے۔ وہ حکومت یوگوسلاویہ سے باہمی تعاون قائم کرنے کے متعلق بات چیت کریں گے۔

آزاد کشمیر میں گیہوں کی تقسیم

مظفر آباد ۲۱ جنوری۔ اطلاع ملی ہے کہ دسمبر کے مہینے میں آزاد کشمیر کے مرکزی گوداموں سے دس ہزار ٹن سے زیادہ گیہوں مفت تقسیم کیا گیا۔ اور اکیس ہزار دو سو من گیہوں کم نرخوں پر آزاد کشمیر کی شہری آبادی کو دیا گیا۔

متروکہ جائدادوں کے سوال پر خواجہ ناظم الدین کے نام پنڈت نہرو کا مکتوب

کراچی۔ ۲۱ جنوری خواجہ ناظم الدین نے بتایا ہے کہ مسلمانوں کی متروکہ جائدادوں کے سوال پر انہیں پنڈت نہرو کی طرف سے ایک خط ملا ہے۔ آپ نے کہا کہ میں اس خط کا عنقریب ہی جواب بھیجوں گا۔ کراچی کے بعض اخبار نویسوں نے خواجہ صاحب کی توجہ ہندوستان کے بعض اخبارات کی ان خبروں کی طرف دلائی تھی۔ کہ حکومت ہند مسلمانوں کو ان کی جائدادوں کے مالکانہ حقوق سے محروم کرنے کے لئے ایک بل بنا رہی ہے ——— اس وقت آپ نے یہ انکشاف کیا۔

اٹلی کے وزیر اعظم کے حق میں اعتماد کا ووٹ پاس کر دیا گیا ہے

روم ۲۱ جنوری آج اٹلی کے ایوان زیریں نے انتخابی قوانین کے بل کے سلسلہ میں وزیر اعظم کے حق میں اعتماد کا ووٹ پاس کر دیا۔ اس بل پر ایوان میں ستر گھنٹے تک مباحثہ ہوتا رہا۔ اس کی رو سے اگر کسی گروپ کو انتخابات میں ۵۰ فیصدی سے زیادہ ووٹ حاصل ہو جائیں تو ایوان میں اسے ہیں ٹھ نشستیں ملیں گی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محامد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام معراج خارجی جو منتہائے مقام عروج (یعنی عرش رب العٰلمین ہے) بتلایا گیا ہے۔ یہ درحقیقت اسی انتہائی کمالِ ارتفاع کی طرف اشارہ ہے۔ جو اس وجود باجود کو حاصل ہے۔ گویا جو کچھ اس وجود خیر مجسم کو عالم قضاء و قدر میں حاصل تھا۔ وہ عالم مثال میں مشہود و محسوس طور پر دکھایا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس نبی کریم کی شانِ رفیع کے بارہ میں فرماتا ہے وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ پس اس رفع درجات سے وہی انتہائی درجہ کا ارتفاع مراد ہے۔ جو ظاہری اور باطنی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ اور یہ وجود باجود جو خیر مجسم ہے۔ مقربین کی تینوں قسموں سے اعلیٰ و اکمل ہے۔ جو الوہیت کا مظہر اتم کہلاتا ہے۔ (براہین احمدیہ)

آئزن ہاور چرچل اور سٹالن کی باہمی ملاقات کا امکان

۲۱ جنوری۔ ایجنسی فرانس نے برطانوی پریس کے حوالہ سے خبر دی ہے کہ صدر آئزن ہاور۔ مسٹر چرچل اور مارشل سٹالین اس سال پوٹسڈم کے مقام پر ایک کانفرنس میں ملاقات کریں گے۔

ایک برطانوی کروزر خلیج فارس میں داخل ہو گیا

تہران ۲۱ جنوری۔ ان خبروں کے بعد کہ ایک اطالوی تیل بردار جہاز "میریلا" نامی پانچ ہزار ٹن ایرانی تیل لے کر کسی نامعلوم مقام کو روانہ ہو گیا ہے۔ برطانوی کروزر "سوبرن" خلیج فارس میں داخل ہو گیا ہے۔ برطانیہ کا ایک اور چھوٹا جنگی جہاز بھی خلیج فارس میں گشت کر رہا ہے۔ سابق اینگلو ایرانین آئل کمپنی کے ایک ترجمان نے یہ بتانے سے انکار کر دیا کہ کمپنی اس تیل کے بارے میں کیا کارروائی کرے گی۔ البتہ اس نے یہ ضرور کہا کہ ایرانی تیل کی فروخت کا حق اب بھی قانوناً کمپنی کے ہاتھ ہی میں ہے۔

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی
مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۵۳ء

اسلام کی روحانی طاقت

غیر مسلم اقوام کے اندر اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کا کسی قدر اندازہ مسٹر لنڈسے جانسن کے مندرجہ ذیل الفاظ سے کیا جا سکتا ہے۔ آپ اپنی کتاب Two worlds (دو دنیائیں) میں فرماتے ہیں:۔

"مذہب اسلام کے متعلق لاعلمی اور جہالت جو اکثر عیسائی دکھاتے ہیں نہایت ہی ہولناک ہے۔ وہ اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کہ ایک ایسا مذہب جسے تمام نوع انسانی کا چھٹا حصہ قبول کرتا ہے۔ اور مانتا ہے۔ ضرور ہے کہ بہت سی خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور اس کی عمارت ضرور ہے کہ محکم بنیادوں پر استوار ہو۔ کیونکہ یہ خیال لغو ہے کہ وہ اتنی خلقت کے لئے مقبول لائحہ حیات ہو اور کوئی محکم بنیاد میں نہ رکھتا ہو۔ جس پر وہ قائم ہے۔ اقوام عالم میں اس وقت حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہی کی ایک ایسی ذات بابرکات تھی۔ جو واحد خدا پر ایمان رکھتی تھی۔ جبکہ باقی تمام دنیا اس کی منکر تھی۔"

عیسائی اور اسلامی دنیا کی ایک دوسرے سے جان پہچان اور مس تو اسلام کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ قرآن کریم نے حضرت عیسے علیہ السلام اور اس وقت کی عیسائیت دونوں کے متعلق اپنے فیصلے نہایت وضاحت سے دیئے ہیں۔ جہاں مسلمان حضرت عیسے علیہ السلام کے حقیقی مذہب اور غلط عیسائیت کے مالہ اور ما علیہ کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ وہاں عیسائیوں کو اسلام کے متعلق شروع ہی سے غلط فہمیاں رہی ہیں۔ اگرچہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت بعض عیسائی راہب اسلام سے بہت متاثر ہوتے تھے اور اللہ تعالے کا ذکر سنکر ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی۔ مگر یہ ان مسیحیوں کا حال تھا۔ جو اسلام کی پھیلتی ہوئی بے لوث پہلی لہر کے احاطہ میں آئے۔ ان میں سے اکثر عیسائی اقوام نے اسلام کو قبول کر لیا۔ اور جنہوں نے قبول نہ کیا۔ انہوں نے بھی اسلامی حکومت کو اپنے مذہب والوں کی حکومت پر ترجیح دی۔ اور مسلمانوں کے راستہ میں رکاوٹ بننے کی بجائے ان کے مددومعاون بن گئے۔

اس کی وجہ یہی تھی کہ اس وقت مسلمانوں کے کردار میں اسلام کی صحیح روح جاری وساری تھی۔ ان کے دوسرے ممالک پر حملے جوع الارض کے لئے نہیں تھے۔ بلکہ جبر واکراہ کی ان زنجیروں کو توڑنے کے لئے تھے۔ جو آزادی ضمیر کو جکڑنے کے لئے مختلف کافرانہ رسوم اور جابرانہ استبداد کی صورت میں موجود تھے اور جن کی سختی سے اس وقت کی دنیا کی روح کراہ رہی تھی۔

آہستہ آہستہ جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ اور مسلمان دنیا کی طرف کھنچتے گئے۔ عیسائی اقوام میں جو خاص طور پر یورپ میں آباد تھیں۔ اور پرلے درجہ کی جہالت میں گرفتار تھیں۔ کچھ تو دوری کی وجہ سے اور کچھ مسلمانوں کے طریق کار میں تبدیلی آنے کی وجہ سے اسلام سے زیادہ سے زیادہ ناواقف ہوتی چلی گئیں۔

اسلام کے متعلق یورپ کے عیسائیوں کی جہالت اس درجہ پر پہونچی ہوئی تھی۔ کہ اگرچہ سپین میں صدیوں تک اسلامی علوم کے مکاتب ومدارس جاری رہے۔ عیسائی مسلمانوں کو ایک بت پرست قوم سمجھتے تھے۔ ان کے خیال میں مسلمانوں کے سب سے بڑے بت کا نام نعوذ باللہ "محمد" تھا۔ جس کو انہوں نے بگاڑ بگاڑ کر کئی نام دے رکھے تھے

ان غلط فہمیوں کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ مسلمان عیسائی یورپ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے۔ عوام بالکل جاہل تھے۔ مذہب کی باگ ڈور پادریوں کے ہاتھ میں تھی۔ جو چند غیر عقلی اعتقادات کے پلندے کے سوا کچھ نہ تھی۔ پادریوں نے کچھ اپنی جہالت کی وجہ سے اور کچھ دیدہ دانستہ اسلام کا بھیانک تصور بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ دوسری طرف سیاسی اور درباری مولویوں نے اسلام کے صحیح چہرہ پر جبرواکراہ کے تاریک پردے ڈالدیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی منچلا عیسائی جس کے دل میں پہلے ہی اسلام کا بھیانک تصور بیٹھا ہوتا۔ اگر کبھی اسلام کو نزدیک ہو کر دیکھنا بھی چاہتا۔ تو اسکو پادریوں کے تصور کی تائید مل جاتی۔ اور اسلام کی نفرت اور بھی زیادہ اس کے دل میں جاگزین ہو جاتی۔ جو عوام کی غلط فہمیوں کو مزید بڑھانے کا باعث ہوتی اس نفرت کی جڑیں اتنی مضبوط ہو گئی ہوئی ہیں۔ کہ اگرچہ آج یورپ میں عیسائیت کا چنگل بہت ڈھیلا پڑ گیا ہے۔ پھر بھی اسلام کے متعلق غلط فہمیاں بہت حد تک اسی طرح دلوں میں قائم چلی آتی ہیں۔ یہ درست ہے۔ کہ پچھلی صدی سے بعض نیک دل مستشرقین نے ان جڑوں کو متزلزل کر دیا ہے۔ اور اب احمدیہ کے مشنوں کی وجہ سے یہ مضبوط جڑیں ایک ایک کر کے اکھڑنی شروع ہوئی ہیں۔ لیکن جیسا کہ مسٹر لنڈسے جانسن کے مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ابھی تک عیسائیوں کی اسلام کے متعلق جہالت نہایت دلشکن اور ہولناک ہے۔

مسٹر لنڈسے نے اسلام کی خوبیوں کے متعلق جو دلیل دی ہے وہ ایک منفی اور قیاسی دلیل ہے۔ اس کو مثبت اور حقیقی دلیل بنانا ان لوگوں کا کام ہے جو اسلام کی حقانیت کو سمجھتے ہیں۔ اور اس کو اپنا لائحہ حیات بنائے ہوئے ہیں۔ مسٹر لنڈسے کے مخاطب وہ عیسائی ہیں جو عیسائیت کو تمام خوبیوں کا حامل سمجھتے ہیں۔ جن کو دوسرے مذاہب میں کوئی خوبیاں نظر نہیں آتیں۔ خاصکر جو اسلام کو تمام خوبیوں سے مبرا سمجھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے جو دلیل دی ہے۔ وہ صرف اس حد تک مفید ہے کہ عیسائیوں کے دل میں اسلام کی طرف سے جو بغض بیٹھا ہوا ہے ہو سکے تو وہ کسی قدر کم ہو جائے۔ اس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔ مگر اصل سوال جو ہے وہ مسلمانوں کے لئے ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کیا قرآن کریم تمام دنیا کے لئے نہیں ہے؟ کیا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین نہیں ہیں؟ کیا مسلمانوں کا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ نہ صرف عیسائیوں کے دلوں سے یہ غلط فہمیاں دور کریں بلکہ اس رحمت کو ان تک پہنچائیں۔

آج یورپ اور امریکہ مادی طاقت کے بل پر تمام اسلامی دنیا پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ مگر ہم ان کے الحادانہ شیطنت کی ہجو لکھنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے۔ آج ہی مودودیوں کے اخبار "تسنیم" میں امریکہ کے "قصر ابیض" کا حال جو امریکی ایجنسی کی طرف سے بھیجا گیا ہے شائع ہوا ہے۔ اس میں مدیر محترم نے یہ سرخی جمائی ہے۔

"عہد حاضر کی سیاہ بختی کا مرکز"

سوال یہ ہے کہ گھر بیٹھ کر ایسی گالیاں دینے سے ملحد امریکہ کا کیا بگڑ سکتا ہے بقول اکبر الہ آبادی

ریزولیوشن پڑھ دعا کر دو پاس
کہ اٹلی کی توپوں میں کیڑے پڑیں

اگر امریکہ کا "قصر ابیض" سیاہ بختی کا مرکز ہے تو مرد بنو اٹھو اور سیاہ بختی کے اس مرکز کو گرانے کے لئے بڑھو۔ امریکہ کے پاس مادی قوت ہی ہے نا؟ مگر تاریخ اسلام کا مطالعہ کر کے دیکھو۔ صرف قرآن کریم کا ہی مطالعہ کر کے دیکھو اسلام کی روحانی قوت نے ہمیشہ طاغوت کی مادی قوتوں کو شکست دی ہے۔ اس نے ہمیشہ سیاہ بختی کے مرکزوں کو گرایا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر سیالکوٹ کے چند ابتدائی فقرے ملاحظہ ہوں۔

"دنیا کے مذاہب پر اگر غور کی جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے۔ اور یہ اس لئے نہیں۔ کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتداء سے جھوٹے ہیں بلکہ اس لئے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی۔ اور وہ ایسے باغ کی طرح ہو گئے جس کا کوئی باغبان نہیں۔ اور جس کی آبپاشی اور صفائی کے لئے کوئی انتظام نہیں اس لئے رفتہ رفتہ ان میں خرابیاں پیدا ہو گئیں تمام پھلدار درخت خشک ہو گئے۔ اور ان کی جگہ کانٹے اور خراب بوٹیاں پھیل گئیں۔ اور روحانیت جو مذہب کی جڑ ہوتی ہے بالکل جاتی رہی۔ اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا۔ اور چونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے۔ اس لئے اس نے ہر ایک صدی پر اس باغ کی نئے سرے سے آبپاشی کی۔ اور اس کو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندہ خدا اصلاح کے لئے قائم ہوا جاہل لوگ اس کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور ان کو سخت ناگوار گزرا کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو۔ جو ان کی رسم اور عادت میں داخل ہو چکی ہے۔ لیکن خدا تعالے نے اپنی سنت کو نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ اس آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے خدا نے چودھویں صدی اور الف آخر کے سر پر مسلمانوں کو غفلت میں پا کر پھر اپنے عہد کو یاد کیا۔ اور دین اسلام کی تجدید فرمائی مگر دوسرے دینوں کو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ سب مذہب مر گئے۔ ان میں روحانیت باقی نہ رہی۔ اور بہت سی غلطیاں ان میں ایسی جم گئیں کہ جیسے بہت مستعمل کپڑا پر جو کبھی دھویا نہ جائے میل جم جاتی ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲)

اعلان دار القضاء

صالح احمد خان صاحب الیسٹن فلور ملز جھنگ بازار لائل پور نے میر ظفر اللہ صاحب افریقی ولد میر اکبر علی خان صاحب سابق ساکن محلہ دار الرحمت قادیان سے مبلغ سات ہزار روپیہ قرض واپس دلائے جانے کی درخواست دار القضاء میں دی ہے۔ چونکہ میر ظفر اللہ صاحب کو معمولی طریق سے اطلاع نہیں ہو سکی۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر تحریری جواب دفتر قضا میں بھیجدیں۔ اور بتاریخ ۷/۲/۵۳ بوقت ایک بجے پیروی کے لئے تشریف لائیں۔

ناظم دار القضاء سلسلہ احمدیہ ربوہ

خطبہ جمعہ ۲

ہمارے سب کام خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے ہر تغیر میں ہمیں اسی کا ہاتھ نمایاں نظر آتا ہے۔

نئے سال کے متعلق اہم ہدایات

سات روزے رکھو اور خصوصیت سے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ جماعت کو ان فتنوں کے ضرر سے بچائے۔ جماعت کے مختلف گروہوں کی اقتصادی حالت کو بہتر بناؤ۔ افراد کی تربیت کی طرف خصوصیت سے توجہ کرو

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲ جنوری ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس:۔ مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج ۱۹۵۳ء کا پہلا جمعہ ہے

۱۹۵۲ء جماعت احمدیہ کی تاریخ کے اہم سالوں میں سے ایک ہے۔ جس میں جماعت نے مظلومیت کا کمال نمونہ دکھایا۔ اور اس کے مخالفوں نے خصوصاً احراریوں نے ظلم کا کمال نمونہ دکھایا۔ مگر وہ سال بھی گزر گیا مظالم کی بہت سی رَوئیں جو اٹھی تھیں۔ وہ بھی گزر گئیں۔ مظلومیت کی جو حالت جماعت پر آئی تھی وہ بھی گزر گئی۔ جماعت احمدیہ بھی دنیا میں اسی طرح موجود ہے جس طرح پہلے موجود تھی۔ احرار کا گروہ بھی کسی نہ کسی شکل میں دنیا میں موجود ہے۔ لیکن اب نہ تو احرار کی وہ حالت ہے جس حالت میں وہ ۱۹۵۲ء کے وسط میں تھے یعنی ان کی طاقت مختلف لحاظ سے گر چکی ہے۔ اور نہ احمدی اس حالت میں ہیں۔ جو ۱۹۵۲ء کے وسط میں ان کی تھی۔ ان کی طاقت کئی لحاظ سے بڑھ چکی ہے۔ پس ۱۹۵۲ء کا سال

جماعت احمدیہ کیلئے مظالم کا سال

تھا۔ ۱۹۵۲ء کا سال جماعت احمدیہ کے لئے سختیوں کا سال تھا لیکن خدا تعالیٰ کے فضل بھی ہم نے ۱۹۵۲ء میں جس طرح دیکھے ہیں۔ وہ دوسری قوموں کو نصیب نہیں ہوئے۔ وسط ۱۹۵۲ء میں جماعت احمدیہ پر ایسا زمانہ بھی آیا۔ جب عام طور پر یہ سمجھ لیا گیا۔ کہ یہ جماعت جلد ختم کر دی جائے گی۔ اس مسجد میں اور اسی جگہ کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ پڑھتے ہوئے میں نے کہا تھا۔ کہ تم میں سے بہت سے لوگ اس مخالفت کی وجہ سے ڈر رہے ہیں۔ کانپ رہے ہیں۔ لیکن میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اب سختیوں کے زمانے جا رہے ہیں۔ اور اب یہ مخالفت کمزور پڑتی جائیگی میرے خطبات الفضل میں سے نکال کر دیکھ لو۔ وہاں میرے یہ الفاظ موجود ہیں، چنانچہ چند ہفتہ کے اندر اندر خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ مخالفت کی وہ رَو کمزور پڑ گئی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مخالفت کی اب کوئی کھڑکی کھلی نہیں۔ ابھی مخالفت کی کئی کھڑکیاں ہیں جو کھلی ہیں۔

دشمن کے کئی حملے

ہیں جو ابھی باقی ہیں۔ لیکن سوال تو موجودہ وقت کی حالت کا ہوتا ہے۔ ایک شخص سمندر میں کود جائے اور پانی کی ایک لہر اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ تو اسے اس چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کہ پانی کی کوئی اور لہر بھی ہے یا نہیں اس کی غرض صرف اس لہر سے ہوتی ہے۔ جس نے اسے ڈھانپ لیا ہے پھر اور لہر آتی ہے وہ ہٹ جاتی ہے تو اور لہر آتی ہے پس بجائے اس کے کہ میں کہوں کہ مخالفت کی کوئی رَو باقی نہ رہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ابھی مخالفت کی اور رَوئیں باقی ہیں۔ میری زبان پر یہ لفظ آتے آتے رک گئے ہیں۔ کہ خدا کرے اب یہ مخالفت بالکل ختم ہو جائے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے پہلے بتا دیا تھا۔ جماعت کو تھپیڑوں کی ضرورت ہے ہماری اصل غرض تو اصلاح سے ہے، اگر جماعت کی اصلاح تھپیڑوں سے ہو، تو کبھی کوئی شخص یہ نہیں کہے گا۔ کہ جماعت کو تھپیڑے نہ لگیں۔ جب جماعت اس حد تک پہونچ جائے گی۔ کہ اس کی اصلاح کے لئے تھپیڑوں کی ضرورت نہ ہو تو اس وقت جماعت کے ذمہ دار لوگوں کا حق ہے کہ وہ دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جماعت کو اور تھپیڑے نہ لگیں۔ لیکن جب

جماعت کی بیداری

کی یہی ایک صورت ہو کہ اسے تھپیڑے لگیں۔ تو کوئی خیر خواہ ایسا نہیں ہوگا۔ جو یہ دعا کرے۔ کہ جماعت کو آئندہ تھپیڑے نہ لگیں۔ وہ اس چیز کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرے گا۔ کہ خدا تعالیٰ شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ وہ اپنی شرارتوں سے باز آ جائیں۔ باقی یہ کہ جماعت آئندہ تھپیڑوں سے بچ جائے۔ اس قسم کی دعائیں کوئی خیر خواہ نہیں کر سکتا۔ یہ دعا اس وقت ہو سکتی ہے جب یہ یقین ہو جائے۔ کہ آئندہ روحانیت میں ترقی کرنے کے لئے کسی تھپیڑے کی ضرورت نہیں، ورنہ خیر خواہ سے خیر خواہ انسان منہ سے بے شک یہ کہے گا۔ کہ خدایا جماعت خطرات سے محفوظ رہے۔ لیکن دل میں وہ ضرور یہ کہے گا کہ خدایا تھوڑے سے تھپیڑے اور خدایا تھوڑے سے اور۔ تا جماعت کی درستی ہو جائے

نئے سال کے متعلق بعض باتیں

اب میں کہنی چاہتا ہوں۔ میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یہ اعلان کیا تھا۔ کہ ۱۹۵۳ء کے شروع میں سات روزے رکھے جائیں۔ اور یہ روزے ہر پیر کے روز رکھے جائیں۔ اس طرح پہلا روزہ ۵ جنوری کو ہوگا۔ آج جمعہ ہے اور دو جنوری ہے۔ کل ہفتہ ہے اور پرسوں اتوار اترسوں سوموار ہوگا۔ اور اسی دن پہلا روزہ ہوگا۔ ہر احمدی جو تندرست ہے اور طاقت ور ہے وہ یہ

سات روزے

رکھے اور دعا کرے کہ خدا تعالیٰ جماعت کو ان فتنوں کے ضرر سے بچائے رکھے، اس کی ترقی کے سامان پیدا کرے۔ اور یا ظالموں کے ہاتھ کو روک لے۔ یا ہمیں اس صبر کی توفیق بخشے۔ جو مومن کا حصہ ہوتا ہے اور ہماری کوششوں کے وہ ثمرات پیدا کرے جو قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہ روزے پانچ۔ بارہ۔ انیس۔ چھبیس جنوری اور ۲۔ ۹۔ ۱۶ فروری کو ہوں گے۔ جن کے رمضان کے روزوں سے کچھ باقی ہوں وہ حسب طریق سابق ان روزوں کو ان بقیہ روزوں کی جگہ رکھ سکتے ہیں۔ باقی جماعت بطور نفل کے رکھے الفضل میں آج اعلان شائع ہوا ہے۔ اس کی غلطی سے ۱۹-۱۶-۱ فروری شائع ہو گیا ہے۔ مگر یہ کتابت کی غلطی ہے۔ حالانکہ ۱۹ فروری کو سوموار نہیں آتا۔ یہ دراصل ۹ فروری ہے جو ۱۹ فروری ہو گئی ہے لیکن تاہم کئی سادہ لوح ایسے ہوتے ہیں۔ جو صرف الفاظ کو دیکھتے ہیں۔ ان پر غور نہیں کرتے۔ پس یہ ۱۹ فروری نہیں بلکہ ۹ فروری ہے۔ پس ایک تو میں

یہ نصیحت کرتا ہوں

کہ جماعت کے دوست یہ سات نفلی روزے رکھیں اور جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ دوستوں کو ہر جگہ ان روزوں کے متعلق یاد دہانی کراتی رہیں۔ نفلی روزے سفر میں بھی جائز ہیں۔ اس لئے جن کو طاقت ہو جو لوگ تندرست ہوں۔ وہ سفر میں بھی یہ روزے رکھیں۔ بیمار یہ روزے نہ رکھیں۔ کیونکہ بیمار پر کوئی روزہ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے روزے بھی ان کے لئے معاف کر دیئے ہیں۔ تو ہم کون ہیں جو انہیں نفلی روزے رکھنے پر مجبور کریں۔ پس جو بیمار اور بوڑھے ہیں۔ اور روزے نہیں رکھ سکتے۔ ان پر نہ رمضان کے روزے ہیں اور نہ نفلی روزے۔ لیکن جو لوگ طاقتور ہیں تندرست ہیں۔ ان کے لئے سفر میں بھی نفلی روزے جائز ہیں۔ کیونکہ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ جب مسافر کے لئے فرضی روزے منع ہو گئے۔ تو بھی بعض صحابہؓ سفر اور لڑائیوں میں نفلی روزے رکھ لیتے تھے۔ ان ایام کو خصوصیت کے ساتھ دعاؤں میں گزارو۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔ ہم یقیناً جانتے ہیں۔ کہ

ہمارے سب کام خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے

ہر تغیر جو ہمیں نظر آتا ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ نمایاں نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس ہاتھ کو دیکھتے ہوئے تردد اور شک کرنا نہایت خطرناک بیماری کی علامت ہے۔ جب سورج نکلا ہوا ہو۔ تو صرف وہی لوگ اسے نہیں دیکھتے۔ جن کی بینائی جاتی رہی ہو۔ اسی طرح عقلمند انسان خدا تعالیٰ کے ہاتھ کو دیکھنے کے بعد شک اور تردد میں نہیں رہتا۔ یہی وہ امتیاز ہے۔ جو

ہماری جماعت

اور دوسری قوموں میں پایا جاتا ہے۔

ہماری جماعت نے خدا تعالیٰ کے تازہ تازہ نشانات دیکھے ہیں۔ لیکن دوسری قوموں کو خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھے بہت دیر ہو چکی ہے۔ وہ ظاہری طور پر تو خدا تعالیٰ کی قدرت کی قائل ہیں۔ لیکن دل سے اس کی قائل نہیں۔ وہ دل میں یہ سمجھتی ہیں۔ کہ اگرچہ خدا تعالیٰ کا وجود ہے۔ لیکن اب وہ بیکار بیٹھا ہے۔ اسے کسی کام میں دخل حاصل نہیں حالانکہ

حقیقت یہ ہے

کہ نہ وہ پہلے بیکار تھا۔ اور نہ اب بیکار ہے۔ وہ کبھی قدرت عامہ سے کام چلاتا ہے۔ اور کبھی قدرت خاصہ سے کام لیتا ہے۔ مثلاً نالے ہیں۔ دریا ہیں۔ ان میں ہر وقت پانی بہتا رہتا ہے۔ لیکن ان دریاؤں اور نالوں کی وجہ سے یہ نہیں ہوتا۔ کہ بارش نہ ہو۔ بارش بھی ہوتی ہے۔ اور نالے اور دریا بھی بہتے ہیں۔ دریاؤں اور نالوں میں پانی چلتا ہے۔ تو یہ اس کی قدرت عامہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اور بارش ہوتی ہے۔ تو یہ اس کی قدرت خاصہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ بارش کا فیضان عام ہے۔ دریاؤں کا فیضان عام نہیں۔ بارش ہر ذرہ ذرہ کو سیراب کر دیتی ہے۔ دریاؤں کے ذریعہ سے ہر ذرہ ذرہ سیراب نہیں ہوتا۔ لیکن یہ ضرور ہے۔ کہ بارش کبھی کبھی آتی ہے۔ اور دریا اور نالے ہر وقت بہتے رہتے ہیں۔

دوسری چیز جو نہایت ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم نے اس سال جماعت کے مختلف گروہوں کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے لئے غور و فکر کرنا ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی

اقتصادی حالت کو درست کرنے کے متعلق

ہدایات دی تھیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ نظارت امور عامہ نے اس بارہ میں کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ میں نے خطبات جمعہ میں اس بات کا ذکر کیا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ناظر صاحب امور عامہ یا تو نمازوں میں نہیں آتے اور اگر آتے ہیں۔ تو خطبات میں سوئے رہتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ مسجد میں آتے اور خطبات سنتے۔ تو وہ اس بارہ میں کوئی نہ کوئی قدم تو ضرور اٹھاتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو نماز جمعہ ان کے لئے ضروری نہیں۔ اور یا وہ مسجد میں آتے ہیں۔ تو ان پر نیند غالب آ جاتی ہے۔ اور خطیب کے خطبہ کا انہیں پتہ نہیں لگتا۔ یونہی مسجد میں چلے آئے۔ اور واپس چلے گئے۔ لیکن اس دفعہ انہیں سونے نہیں دیا جائیگا۔ ان کی نیند کو دور کرنے کے جتنے بھی علاج ہیں۔ وہ کئے جائیں گے۔ انہیں چاہیئے تھا۔ کہ وہ فوراً جماعتوں کو منظم کرتے۔ جماعت کے احباب سے تبادلہ خیالات کرتے۔ اور کمیٹیاں بنانے کا کام کرتے۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ انہیں

فوراً کام شروع کر دینا چاہیئے

وہ یہ خیال نہ کر لیں۔ کہ ایک ماہ تک جلسہ کی تکان دور ہو گی۔ ایک ماہ سوچنے میں لگ جائے گا۔ ایک ماہ کسی نتیجہ پر پہنچنے میں لگ جائے گا۔ ایک ماہ جماعتوں کو لکھنے میں لگ جائے گا۔ ایک ماہ کوئی جواب آنے میں لگ جائے گا۔ اس کے بعد کمیٹیوں کے متعلق غور کرنے میں ایک ماہ لگ جائے گا۔ چھ سات ماہ گزرنے کے بعد وہ یہ خیال کر لیں گے۔ کہ اب تو سال ختم ہو گیا ہے۔ اب اگلے سال کام کریں گے۔ اب تک ان کا یہی طریق رہا ہے۔ لیکن یہ طریق نہایت ناجائز ہے اور ایسا کرنا جماعت سے غداری کرنا ہے۔ کوئی مومن ایسا کام نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا ہو۔ تو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ پس ناظر صاحب امور عامہ ابھی سے کام شروع کر دیں۔ ان کا فرض تھا۔ کہ وہ یکم جنوری سے کام شروع کر دیتے۔ لیکن انہوں نے ابھی تک کام شروع نہیں کیا۔ وہ اس خطبہ کے بعد یہ کام فوراً شروع کر دیں۔

ہم نے اس اعلان کے مطابق اس سال زمینداروں میں تنظیم پیدا کرنی اور ان کی اقتصادی حالت کو درست کرنا ہے۔ ہم نے اس سال عام پیشہ وروں یعنی لوہار نجار معمار وغیرہ میں تنظیم پیدا کرنی اور ان کی اقتصادی حالت کو درست کرنا ہے۔ ہم نے اس سال ذی کار پیشہ وروں یعنی ڈاکٹروں وکیلوں وغیرہ کی تنظیم کرنی اور ان کی اقتصادی حالت کو درست کرنا ہے۔ ہم نے اس سال تاجروں کی تنظیم کرنی اور ان کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے متعلق غور و فکر کرنا ہے۔ ہم نے اس سال طالب علموں کی تنظیم کرنی ہے۔ گویا اس سال ہم نے ان پانچوں گروہوں کو زیادہ سے زیادہ ترقی دینی ہے۔ ان کے کام میں زیادہ سے زیادہ وسعت پیدا کرنی ہے۔ اور انہیں جماعتی رنگ میں مفید بنانے کے متعلق تجاویز سوچنی ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا ہے۔

تیسری بات

جس پر ہم نے اس سال زور دینا ہے۔ وہ تعلق باللہ ہے۔ اور تعلق باللہ تربیت صحیحہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ حقیقی تربیت سے ہی خدا تعالیٰ ملتا ہے۔ سو ہم نے اس سال خصوصیت کے ساتھ تربیت کی طرف توجہ کرنی ہے۔ میں پہلے مقامی انجمنوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ مقامی طور پر ہماری کوئی تنظیم نہیں۔ ہمیں اصلاح احوال کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ یاد رکھو اصلاح دو طرح ہو سکتی ہے۔ اصلاح یا تو محبت کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اور یا سختی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مقامی کارکنوں کی ان دونوں ذرائع کی طرف توجہ نہیں۔ اگر یہ چیز ثابت ہو جائے۔ کہ یہاں کوئی جھوٹ بولنے والا نہیں۔ یہاں کوئی چوری کرنے والا نہیں یہاں کوئی سودے میں ملاوٹ کرنے والا نہیں۔ یہاں کوئی مہنگے داموں سودا بیچنے والا نہیں۔ تب تو میں مان لوں گا۔ کہ یہاں کے کارکنوں کو

جماعت کی تربیت

کرنے کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کا یہاں کوئی کام نہیں۔ لیکن اگر ربوہ میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو جھوٹ بول لیتے ہیں۔ اگر ربوہ میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو چوری کر لیتے ہیں۔ اگر ربوہ میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو سودے میں ملاوٹ کر لیتے ہیں۔ اگر ربوہ میں بھی ایسے تاجر موجود ہیں۔ جو امور عامہ سے ایک بھاؤ کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اور بیچتے کسی اور بھاؤ پر ہیں۔ یا وہ امور عامہ سے کہتے ہیں۔ ہم اس بھاؤ پر سوکھی لکڑی بیچیں گے۔ لیکن وہ بیچتے گیلی لکڑی ہیں۔ نظارت امور عامہ دودھ کا جو بھاؤ مقرر کرتی ہے۔ وہ تسلیم کرتے ہیں اور اسی بھاؤ پر دودھ بیچنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ لیکن بیچتے کسی اور بھاؤ پر ہیں۔ اگر ایسے لوگ ربوہ میں موجود ہیں۔ تو یقیناً مقامی انجمن کے کارکنوں کو ان کی تربیت کی ضرورت ہے۔ کیا یہ لوگ ان کے لئے خدا ہیں۔ کہ وہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔ اگر ایسے لوگ یہاں سے چلے جائیں۔ تو ہمیں کونسا گھاٹا پڑ جائے گا۔ اور اگر ایسے لوگ یہاں آ جائیں۔ تو کونسا ہمیں نفع ہوگا۔ یہ لوگ پہلے سے موجود تھے۔ پھر بھی خدا تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ کو قائم کیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ

خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے

کہ ایسے لوگ موجود نہ رہیں۔ اگر وہ چاہتا کہ ایسے لوگ موجود رہیں۔ تو اسے ایک الگ سلسلہ بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم پر اگر کوئی شخص یہ سوال کرتا ہے۔ کہ الگ جماعت بنانے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ تو ہم یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ایک خالص جماعت بنانا چاہتا تھا۔ عوام ناخالص تھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے خالصوں کو الگ کر لیا۔ اگر ہم نے جماعت سے ناخالصوں کو نہیں نکالنا تھا۔ تو خدا تعالیٰ کو یہ تدبیر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس نے اس جماعت کو علیحدہ کھڑا کر کے دنیا میں کیوں فتنہ پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ کی سکیم

یہ تھی کہ خالصوں کو الگ کیا جائے۔ اور یہ سکیم دو طرح سے جاری ہو سکتی تھی۔ یا تو ناخالصوں میں سے خالصوں کو علیحدہ کیا جاتا۔ اور یا خالصوں میں سے ناخالصوں کو علیحدہ کیا جاتا۔ خدا تعالیٰ نے اس سکیم کو جاری کیا۔ اور اس نے ناخالصوں میں سے خالصوں کو علیحدہ کر کے ایک جماعت بنا دی۔ اب اگر اس جماعت میں ناخالص مل گئے ہیں۔ تو ہمیں دوسرے طریق پر عمل کرنا چاہیئے۔ یعنی خالصوں میں سے ناخالصوں کو علیحدہ کرنا چاہیئے۔ اس کے بغیر ہمارے لئے کوئی چارہ نہیں۔ لیکن کارکن اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر خالصوں میں کچھ لوگ ناخالص مل گئے ہیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ دنیا میں اگر اخلاق بگڑتے ہیں۔ اگر تقویٰ بگڑتا ہے۔ تو ان کارکنوں کا کیا نقصان ہے۔ نقصان تو خدا تعالیٰ کا ہے۔ جس نے دنیا میں اپنا مامور بھیجا اور فتنوں کا سامان کیا۔ تا خالص لوگ الگ ہو جائیں۔ اگر اس نے پہلے یہ تدبیر اختیار کی تھی۔ تو اب بھی وہ خالصوں میں سے ناخالصوں کو الگ کریگا۔ تم چودھری کون ہو۔ اگر یہ

خدا تعالیٰ کا سلسلہ ہے

تو (اگر یہ الفاظ خدا تعالیٰ کے لئے استعمال کرنے درست ہوتے تو میں کہتا کہ) وہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر بھی اس کو پاک و صاف کرے گا۔ تم لوگ خدا تعالیٰ کے قائم مقام بن گئے ہو۔ تمہارا کام تھا۔ کہ تم تربیت کی طرف توجہ کرتے۔ لیکن تم نے اسے تباہ کر دیا۔ اور خالص اور ناخالص مخلوط ہو گئے تھے۔ تو یا خالصوں کو ناخالصوں سے علیحدہ کر دینا چاہیئے تھا۔ اور یا ناخالصوں کو خالصوں سے علیحدہ کر دینا چاہیئے تھا۔ پہلے چونکہ ناخالص زیادہ تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خالصوں کو ناخالصوں سے علیحدہ کر لیا۔ اب چونکہ خالص زیادہ ہیں۔ اس لئے ناخالصوں کو خالصوں سے علیحدہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ زیادہ چیز میں سے تھوڑی چیز کو نکالا جاتا ہے۔ تھوڑی چیز میں سے زیادہ چیز کو نہیں نکالا جاتا۔

فرض کرو

ایک ہزار من مٹی میں ایک من ماش مل جائیں۔ تو ایک من ماش کو ہزار من مٹی سے علیحدہ کیا جائیگا۔ لیکن اگر ایک من ماش میں ایک پاؤ مٹی مل گئی ہو۔ تو ہم ماش میں سے مٹی کو نکالیں گے۔ کیونکہ مٹی تھوڑی ہے۔ اور ماش زیادہ ہیں۔ اسی طرح جب ناخالص زیادہ ہوں۔ اور خالص کم۔ تو ہم خالصوں کو ناخالصوں سے الگ کریں گے۔ اور اگر خالص زیادہ ہوں۔ اور ناخالص کم۔ تو ہم ایسی تدبیر اختیار کریں گے۔ کہ ناخالص خالصوں سے الگ ہو جائیں۔ یہ اتنی موٹی بات ہے۔ کہ اسے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ لیکن تم لوگ چودھراہٹ سنبھال لیتے ہو۔ تم خدا کے نام سے عہدے لے لیتے ہو۔ اور پھر اسی کی دشمنی کرتے ہو۔

جماعت کی تربیت کا طریق

یہی ہے۔ کہ پہلے محبت سے سمجھایا جائے۔ اور اگر کوئی محبت سے نہ سمجھے۔ تو اس پر سختی کی جائے۔ اور اسے باہر نکال دیا جائے۔ چونکہ ایک عرصہ تک خدا تعالیٰ بھی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص توبہ کرے۔ تو تمہیں بھی اس کی توبہ مان لینی چاہیئے۔ لیکن اس سے توبہ ضرور کرانی چاہیئے۔ بے توبہ نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ پس اگر کوئی شخص توبہ کرتا ہے۔ تو اس کی توبہ مان لو۔ لیکن اس سے لکھوا لو۔ کہ میں آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گا۔ اور اگر وہ دوبارہ یہی غلطی کرتا ہے۔ اور توبہ کرتا ہے۔ تو اس کی توبہ مان لو۔ لیکن اگر وہ تیسری بار وہی غلطی کرتا ہے۔ تو اسے کہو۔ خدا تعالیٰ تو بے انتہا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ لیکن ہم انسان ہیں۔ تم نے دو دفعہ غلطی کی۔ اور پھر توبہ کی۔ تو ہم نے تمہاری توبہ مان لی۔ لیکن چونکہ تم غلطی کرنے کے عادی ہو۔ اس لئے ہم آئندہ تمہاری توبہ نہیں مانیں گے۔ تمہارا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اس طرح لوگ اپنی اصلاح کریں گے۔

پھر مجرموں کو بھی عادت پڑتی ہے کہ ان کی

جرم کرنے کی عادت

چھوٹ جاتی ہے۔ گورنمنٹ ایسے لوگوں کے نام . . . .
لکھ لیتی ہے تا وہ دیکھیں کہ انہیں اس مرض کا دوبارہ دورہ تو نہیں ہوتا۔ اگر انہیں اس مرض کا دوبارہ دورہ ہو جائے تو وہ دوبارہ ان کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی اصلاح کر لیتے ہیں یہاں تک کہ بعض توبہ کرنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جو غیر مجرموں سے نیکی میں بڑھ جاتے ہیں۔ صحابہ سارے کے سارے تائب تھے۔ تم ان کا ایمان دیکھو اور پھر ان لوگوں کا ایمان دیکھو جو مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہو کر مسلمان کہلائے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تائب غیر مجرموں سے ایمان میں زیادہ تھے۔ کیونکہ غیر مجرموں کا ایمان نسبی تھا اور تائب ہونے والوں کا ایمان کسبی تھا۔ یہی طریق خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کرانے کا ہے۔ پہلے لوگوں کو شرمندہ کیا جائے کہ چند پیسوں کی خاطر تم خدا تعالیٰ کو چھوڑ رہے ہو اور اگر وہ محبت کے ساتھ سمجھانے کے بعد بھی اپنی اصلاح نہیں کرتے تو ان پر سختی کی جائے۔ خالی پکڑ دھکڑ جاری ہو جائے تو کبھی تزکیہ نفس کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ لیکن اگر پہلے محبت سے سمجھایا جائے اور اگر پھر بھی ضرورت ہو تو سختی کی جائے تو اعمال اور خیالات دونوں درست ہو جائیں گے۔ یہ چار پانچ چیزیں ہیں جن کی طرف ۵۳ء میں ہم نے خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی ہے۔

پھر ان

سب سے مقدم تبلیغ ہے

حکومت نے اب اعلان کیا ہے کہ کوئی ملازم تبلیغ نہ کرے۔ اس لئے اب تم ہر ایک افسر کے پاس جاؤ اور اسے تبلیغ کرو۔ پہلے تو تمہیں یہ شبہ تھا کہ شاید تمہارے ملازم بھائی نے اسے تبلیغ کی ہو۔ لیکن اب تو گورنمنٹ نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ ملازم اپنے ماتحت یا تعلق رکھنے والے کو تبلیغ نہ کرے۔ اب تم غیر ملازم افسروں اور دوسرے کارکنوں کو اتنی تبلیغ کرو کہ وہ لوگ گورنمنٹ کی منتیں کریں کہ یہ لوگ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے تم اس قانون کو کہ کوئی ملازم اپنے سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں خیالات کی اشاعت نہ کرے واپس لے لو۔ جہاں تک اثر کا تعلق ہے صاحب اثر لوگوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور ہر شخص کو تبلیغ کرنی چاہیئے۔ اب تو یہ ہو رہا ہے کہ ایک احمدی دوست پر اس لئے مقدمہ چلایا جا رہا ہے کہ اس نے اپنے افسر سے ایک احمدی مبلغ کو ملایا ہے حالانکہ چاہیئے یہ تھا کہ بجائے اس ماتحت پر مقدمہ چلانے کے اس نکمے افسر پر مقدمہ چلایا جاتا کہ وہ افسر ہوتے ہوئے اپنے ماتحت سے کیوں دب گیا قانون تو یہ تھا کہ افسر اپنے ماتحت پر ناجائز دباؤ ڈال کر اپنے خیالات کی تبلیغ نہ کرے۔ اب اگر کوئی افسر ماتحت کا دباؤ قبول کرتا ہے تو وہ افسر اس قابل ہی نہیں کہ اسے افسر رہنے دیا جائے۔

گورنمنٹ کو چاہیئے

کہ وہ ایسے نکمے افسر کو فوراً باہر نکال دے ایسا نکما افسر جو اپنے ماتحت کے ناجائز دباؤ کو قبول کرتا ہے وہ افسر کس بات کا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ اس کے ماتحت پر مقدمہ چلایا جاتا اس افسر پر مقدمہ چلایا جانا چاہیئے تھا۔ بہرحال یہ چیز ناجائز ہے۔ اس کی اصلاح کا طریق یہ ہے کہ پہلے تو شاید اس ایک کارکن کو تبلیغ کا موقعہ ملتا تھا یا نہیں اب تم چار چار کر افسر کے پاس جاؤ۔ اسی طرح اپنے رشتہ داروں کو بھی تبلیغ کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کے دوستوں میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے

رشتہ داروں کو تبلیغ

نہیں کرتے۔ وہ ان پر اتنا دباؤ نہیں ڈالتے جتنا ڈالنا چاہیئے۔ میں نے ایک دفعہ اس پر خاص زور دیا اور بعض احمدیوں نے ایسا کیا۔ چنانچہ ایک احمدی دوست نے بتایا کہ میں ایک دن اپنے ایک رشتہ دار کے گھر میں بیٹھ گیا اور اسے کہا یا تو تم مجھے اپنا ہم خیال بناؤ اور یا تم احمدی بن جاؤ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میرے دلائل چونکہ معقول تھے وہ اس پر اثر کر گئے۔ اور وہ احمدی ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہمیں یہ سمجھا دے کہ ہم غلطی پر ہیں تو ہمیں اس کی بات ماننے میں کیا حرج ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ جماعت کے دوست دلیری سے کام نہیں لیتے صاف بات ہے جس کی دلیل پکی ہو گی وہ یقیناً دوسرے شخص کو اپنی طرف مائل کرے گا۔ اگر تم اس طرح اپنے

اپنے رشتہ داروں کے پاس جاؤ

تو لاکھوں لاکھ لوگ احمدیت کی طرف متوجہ ہوں گے۔ آگے پھر ان کے رشتہ دار ہوں گے وہ انہیں تبلیغ کریں گے۔ اور اس طرح یہ سلسلہ اتنا غیر معمولی وسیع ہو سکتا ہے کہ ہمارے احساس اور اندازے سے بھی بالا ہو سکتا ہے ؛؛

درخواستہائے دعاء

ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے درویش قادیان کے بھائی ملک حشمت اللہ صاحب مورخہ ۸ جنوری ۱۹۵۳ء کو بفضل خدا بخیریت انگلستان پہنچ گئے ہیں۔ آپ ٹیکنیکل تعلیم کیلئے گئے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی دینی اور دنیاوی ترقیات و اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے دعا فرمائیں۔ (ملک عصمت اللہ از منٹگمری)

— ہمارے بھائی چودھری عنایت اللہ صاحب بی۔اے بی۔ٹی اور ان کے بیٹے چودھری بشیر احمد صاحب بی۔اے کی مقدمہ میں بریت کیلئے دعا فرمائیں۔ تاریخ فیصلہ ۲۸ جنوری ہے۔ (ہدایت اللہ)

— عاجز کی آنکھوں اور نصف سر میں بائیں طرف درد کی تکلیف رہتی ہے اور عام کمزوری ہے۔ دوستوں کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔

ایم فضل کریم ولد منشی میراں بخش آف کلانور

کوئی احمدی تحریک جدید سے باہر نہ رہے

شریف الطبع اور نیک غیر احمدیوں سے بھی وعدے لئے جائیں

"اے عزیزو! تم احمدیوں میں سے کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو اس تحریک (جدید) میں شامل نہ ہو۔ اور کوئی ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ جو وعدہ کر کے اس میں کمزوری دکھلائے۔ بلکہ چاہیئے کہ کوئی شریف الطبع اور نیک غیر احمدی بھی اس سے باہر نہ رہے۔ خواہ ابھی اُسے احمدیہ جماعت میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی ہو۔"

(سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ)

سیکرٹریان تحریک جدید اپنے مقام کی عظمت کو سمجھیں

"میں ان کارکنوں کو بھی جنہوں نے تحریک جدید کے کام کو اپنے ذمّہ لیا ہوا ہے۔ توجہ دلاتا ہوں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑے ثواب کا موقعہ دیا ہے وہ بھی بیدار ہوں۔ اور اپنے مقام کی عظمت کو سمجھیں۔ انہیں خدا تعالےٰ نے دوہرے بلکہ تہرے ثواب کا موقعہ عطا کیا ہوا ہے۔"

(سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ)

تعلیم و تربیت!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اعمال کے متعلق یہ آیت جامع قرآن شریف میں ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی۔ یعنی خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے۔ کہ انصاف کرو۔ اور عدل پر قائم ہو جاؤ۔ اور اگر اس سے زیادہ کامل بننا چاہو۔ تو پھر احسان کرو۔ یعنی ایسے لوگوں سے حسن سلوک اور نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ قابل بننا چاہو۔ تو محض ذاتی ہمدردی سے اور محض طبعی جوش سے بغیر نیت کسی شکر یا ممنون احسان کرنے کے بنی نوع سے نیکی کرو۔ جیسا کہ ماں اپنے بچے سے فقط اپنے طبعی جوش سے نیکی کرتی ہے۔" (لیکچر لاہور)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔ ادفع بالتی ھی احسن فاذی الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ یعنی اگر کوئی تجھ سے نیکی کرے۔ تو تُو اس سے زیادہ نیکی کر اور اگر تو ایسا کریگا۔ تو باہمی تمہارے اگر کوئی عداوت بھی ہوگی۔ تو وہ ایسی دوستی سے بدل جائے گی۔ کہ گویا وہ شخص ایک دوست بھی ہے۔ اور رشتہ دار بھی۔ (لیکچر لاہور)

(ناظر تعلیم و تربیت)

ہفتہ وار جائزہ

قائدین خدام الاحمدیہ اپنی ہفتہ وار مجالس میں اس امر کا جائزہ لیتے رہا کریں۔ کہ ان کی مجالس کے کتنے اراکین قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں۔ کتنے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھے ہوئے ہیں۔ کتنے نماز باترجمہ جانتے ہیں۔ کتنوں کو اُردو لکھنا پڑھنا آتا ہے۔ اور کتنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتے ہیں۔

(مہتمم تعلیم مجالس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

جرمنی میں جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی مساعی

اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیدا شدہ غلط فہمیوں کا ازالہ

رپورٹ جرمنی مشن ماہ اکتوبر و نومبر و دسمبر ۱۹۵۲ء

(از مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب بی اے انچارج جرمنی مشن)

عرصہ زیر رپورٹ میں تبلیغ اسلام کا کام بفضلہ تعالیٰ بدستور جاری رہا۔ مختلف ذرائع سے اسلامی تعلیمات کو احباب تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ تقاریر، تبلیغی اور تربیتی ملاقاتیں جاری رہیں۔ ہمارے کام کے متعلق اخبارات نے بھی نوٹ شائع کئے۔ ذیل میں مختصر طور پر رپورٹ کارگذاری دعائی عاجزانہ درخواست کے ساتھ احباب کی خدمت میں پیش ہے۔

تبلیغی دورے

(۱) عرصہ زیر رپورٹ میں ۱۲ اکتوبر کو نیور مبرگ جانے کی توفیق ملی۔ یہاں بفضلہ تعالیٰ ہماری جماعت اس سال کے شروع میں قائم ہوئی ہے۔ احباب جماعت کو ملنے اور وہاں کام میں وسعت پیدا کرنے کے ذرائع کو بروئے کار لانے کے لئے یہ سفر اختیار کیا گیا۔ سٹیشن پر احباب جماعت نے میرا استقبال کیا اور پھول پیش کئے۔ وہاں کے ایک روزنامہ اخبار [illegible] کے چیف رپورٹر نے سٹیشن پر میرا انٹرویو لیا جو اس اخبار کی اشاعت مورخہ ۲۲ اکتوبر میں بعنوان عمر [illegible] اور میرے فوٹو کے ساتھ شائع ہوا۔ اس انٹرویو کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

"عبداللطیف انچارج احمدیہ مشن جرمنی نیور برگ میں اپنی جماعت کو ملنے کے لئے آیا ہے۔ جماعت احمدیہ اسلام کی ایک نئی جماعت ہے اور غالباً یہی ایک جماعت ہے جو یورپ میں کامیابی حاصل کر سکے گی۔ اس جماعت کے عقائد قرآن کے عین مطابق ہیں۔ اس جماعت کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ دوسرے مسلمانوں کے خلاف جہاد کی تعریف یہ کرتی ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ قلم سے پھیلایا جائے۔ نیور برگ کی جماعت نے اپنے معزز مہمان کا پھولوں سے استقبال کیا اور مسٹر لطیف نے ہمارا بھی مسکراہٹ سے استقبال کیا۔ ہمارے سوالات کے اس نے جواب اچھی جرمنی میں دیئے اس نے ہمیں بتایا کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ذریعہ ۱۸۸۹ء میں رکھی گئی اور آج جماعت کی قیادت جماعت کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کر رہے ہیں — جماعت کا مقصد اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ اور صحیح تعلیمات کو تمام دنیا میں پھیلانا ہے۔ جرمنی میں ہمارا مشن ۱۹۴۹ء سے قائم ہے۔ لنڈن میں ہماری مسجد ہے۔ اور ہیگ میں ہم نے مسجد بنانے کے لئے زمین خرید لی ہے۔ جرمنی میں بھی مستقبل قریب میں انشاء اللہ ہم مسجد بنا سکیں گے۔

یورپ میں ہمارے مشن انگلینڈ۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ اور سپین میں کام کر رہے ہیں۔ امریکہ میں مختلف مقامات پر ہمارے مشن ہیں اور مساجد بھی ہیں۔ افریقہ میں جماعت کی تعداد امید افزا ہے۔"

(۲) مورخہ ۲۷ اکتوبر کو Kiel (کیل) وہاں کے ہائی سکول کے ڈائریکٹر کی دعوت پر گیا۔ ان کے زیر اہتمام اسلامی تعلیمات کے متعلق پون گھنٹہ تقریر کی۔ تقریر میں یورپ میں اسلام کے متعلق پیدا شدہ غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی توفیق ملی اور اس بات پر زور دیا کہ اسلام کبھی بھی تلوار سے نہیں پھیلا۔ بلکہ اسلام صلح امن اور رواداری کا علمبردار ہے۔ تقریر کے بعد ایک گھنٹہ تک سوالات کے جوابات دیئے اور حاضرین کو لٹریچر بھی مطالعہ کے لئے دیا۔

(۳) اگلے روز ۲۸ اکتوبر کو Neumünster میں ایک سوسائٹی کے زیر اہتمام تقریر کی۔ اس تقریر میں اسلام کی حقیقت۔ توحید۔ تمام انبیاء پر ایمان۔ عورت کے درجہ کے متعلق اسلامی تعلیم۔ اسلام کا اقتصادی نظام اور اسلام کی امن عالم کے بارہ میں تعلیم پیش کرتے ہوئے اس بات پر خاص طور پر زور دیا۔ کہ اسلام رواداری کا علمبردار ہے اور اس امر کو واضح کرنے کے لئے تاریخی حوالہ جات پیش کئے۔ تقریر کے بعد سوالات کے جواب دیئے اور احباب کو لٹریچر بھی دیا۔

(۴) مورخہ ۲۲ نومبر کو Neumünster میں اپنی میٹنگ کا انتظام کیا۔ اور میٹنگ کے متعلق وہاں کے ایک مقامی اخبار میں اشتہار دیا۔ اس کے انتظامات میں ڈاکٹر Tiltack جو ایک مشہور مستشرق ہیں نے میرا ہاتھ بٹایا۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں اسلامی تعلیمات کا عیسائی تعلیمات سے موازنہ کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی برتری کو ثابت کیا۔ عیسائیت کے موجود عقائد پر بحث کی اور ان کے بارہ میں اسلامی تعلیمات کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام کی تعلیم معقول اور قابل عمل ہے۔ تقریر کے بعد ڈاکٹر Tiltack نے اسلامی رواداری کے متعلق مؤثر رنگ میں مختصر تقریر کی اور سوالات کے جوابات میں بھی حصہ لے کر اسلامی تعلیمات کی صحیح رنگ میں نمائندگی کی۔

ہیمبرگ میں اجلاس

مورخہ ۲۸ نومبر کو ہیمبرگ میں جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ اس جلسہ کے لئے ایک لوکل اخبار میں اشتہار دیا۔ باقی اخبارات نے بھی جلسہ کا اعلان اپنے طور پر کیا۔ ۱۵۰ کے قریب دعوت نامے بھجوائے۔ خاکسار نے پون گھنٹہ تک تقریر کی۔

یہاں کی ایک لوکل اخبار ہیمبرگ .... نے مندرجہ ذیل نوٹ اپنی اخبار میں شائع کیا۔

"اسلام حقیقت میں"

"Wintenhuder Fahnhaus میں تقریر کرتے ہوئے احمدیہ جماعت کے انچارج مسٹر عبداللطیف نے دلچسپی رکھنے والے سامعین کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ تقریر کے دوران میں انہوں نے بتایا کہ لفظ اسلام کا مطلب امن ہے۔ قرآن میں صاف لکھا ہے کہ مذہب میں جبر نہیں۔ اس لئے اسلام میں رواداری اور آزادئ ضمیر بہت اہمیت رکھتی ہے۔ عورت کی حیثیت اسلام میں مساوی ہے۔ یہ کہنا کہ عورت روح سے عاری ہے۔ اور کہ اسلام تلوار اور آگ سے پھیلا ہے واقعات کے خلاف ہے۔ مسٹر لطیف نے زور دیا کہ اسلام دنیا میں امن کو قائم کرنے کے لئے زیادہ مواقع پیدا کرتا ہے۔ ایک مسلم کے لئے تمام انبیاء کو ماننا ازبس ضروری ہے اور حضرت مسیح کو بھی بطور ایک نبی کے ماننا ضروری ہے اور اسی طرح ایک خدا کو ماننا ایمان کا جزو ہے۔"

ملاقاتیں اور خط و کتابت

عرصہ زیر رپورٹ میں ملاقاتوں کا سلسلہ بھی بفضلہ تعالیٰ جاری رہا۔ بہت سے احباب مشن ہاؤس میں ملنے کے لئے آتے رہے اور کئی احباب کے گھروں پر جا کر ملاقات کرنے کا موقع ملا۔ کئی ایک مستشرق احباب سے ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔ اسی طرح جرنلسٹ احباب اور سرکاری افسران سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ہولسٹن پولیس منسٹر کے ہیڈ مسٹر [illegible] سے ملنے کا موقعہ ملا۔ احباب جماعت بھی ملنے کیلئے آتے رہے۔ ایک دوست مجھ سے تفسیر القرآن کے اسباق لیتے رہے۔ متعدد مرتبہ مختلف احمدی احباب کو ان کے گھروں پر جا کر ملا۔ نیورمبرگ کی جماعت سے خط و کتابت جاری رہی اور انہیں گاہے بگاہے لٹریچر بھی بھجواتا رہا۔ اسی طرح ہیمبرگ کے باہر کے دوسرے احمدی احباب کو خطوط لکھتا رہا اور ان کی تربیت کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ جرمنی کے مختلف

(باقی صفحہ ۸ پر)

گولڈ کوسٹ (افریقہ) میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کامیاب جلسہ

(از مکرم نائب وکیل التبشیر صاحب)

جماعت احمدیہ آکرہ کی طرف سے مورخہ یکم دسمبر ۱۹۵۲ء کو سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ یہ جلسہ وہاں کی لوکل گورنمنٹ کے ممبر آنریبل ای او اسافو کی زیر صدارت ہوا۔ حاضرین کے سامنے صدر جلسہ کا تعارف مسٹر جے آر ڈاڈا صاحب نے کروایا۔ اور آپ نے اس جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت بھی بیان فرمائی۔ جلسہ میں سامعین کی تعداد خوشکن تھی اور تقاریر سنکر حاضرین نے بہت اچھا اثر قبول کیا۔ پروگرام کے مطابق مکرم ایم اے خلیل صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی اس کے بعد تقاریر شروع ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم نے انگریزی زبان میں کی جس میں انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی شروع سے لے کر آخر تک تمام مختلف دوروں کا ذکر دلچسپ طور پر کیا۔ آنحضور کے بعض خصوصی کمالات بیان کئے۔ مثلاً عورت کے صحیح مقام کو قائم کرنا اور پھر غلاموں کی آزادی کا رستہ کھولنا اور اپنے مبارک عمل سے اس پہلو کو پورا کر دکھانا۔ یتیموں اور بیکسوں سے کامل ہمدردی اور بے مثال شفقت کا نمونہ دکھانا وغیرہ اس قسم کے دیگر تمام صفات حمیدہ کا ذکر کیا اور ثابت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود تمام بنی نوع انسان کیلئے ایک مکمل نمونہ ہے۔ آپ پر پہلی وحی کا ظہور جس جلال اور شان سے ہوا اس کا ذکر اور اس کے اثرات وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی۔ قبل از نبوت کا زمانہ جس تقویٰ دیانت صداقت و وفا سے گذارا اور تجارت میں جس ایمانداری کی اعلیٰ مثال پیش فرمائی۔ ان تمام امور کو آپ نے بہت عمدہ پیرایہ میں بیان کیا۔ غیر مسلموں میں سے بعض کی تحریروں کا ذکر کیا جنہوں نے صاف دل سے اسلام کے رہبر کامل کی خوبیوں کو خراج تحسین ادا کیا ہے۔ آپ کی گھریلو زندگی جس سادگی اور صفائی سے گذری اس کی بعض مثالیں عزیزوں کی زبانی آپ نے بطور سند پیش کیں۔ آپ کی پیش فرمودہ تعلیم کی بعض نمایاں اور ممتاز خوبیاں بھی بیان کیں جن سے دوسرے مذاہب خالی اور عاری ہیں۔ آپ نے اپنے وقت کو عمدگی سے نباہا اور ہر لحاظ سے اپنی تقریر کو دلچسپ بنایا۔

آپ کے بعد دوسری تقریر مسٹر جے۔ ڈی۔ صدھوانی ایم اے کی ہوئی۔ یہ صاحب وہاں کے ہندوستانی تاجروں کی انجمن کے پریذیڈنٹ ہیں۔ آپ نے بھی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور خوبیوں پر اظہار خیالات کیا۔

تیسری تقریر آنریبل اے کیزیے ہیفرڈ نے فرمائی جو زراعت اور قدرتی وسائل کے منسٹر ہیں اور حکومت میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

بالآخر صدر جلسہ نے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اپنے صدارتی ریمارکس کے ذریعہ خیالات کا اظہار فرمایا اور اس جلسہ کی غرض و غایت کو سراہا اور اس کے نتائج کو مفید بتایا۔ جلسہ ہر لحاظ سے مفید رہا۔ اور خیر و خوبی سے کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

مسلمانانِ پاکستان کے لئے

پہلی عظیم الشان بین الاسلامی جہازران کمپنی میں حصہ دار بننے کا آخری موقعہ

صرف ۲۵۰۰ اشخاص کو دس حصے فی شخص دیئے جائینگے

دی پین اسلامک اسٹیم شپ کمپنی لمیٹڈ

جس میں

جاری شدہ سرمایہ ——— ایک کروڑ روپیہ
ایک حصہ کی قیمت ——— ایک سو روپیہ

حکومت پاکستان، حکومت سعودی عرب، ریاست خیرپور اور دنیائے اسلام کے بہت سے سربرآوردہ اشخاص نے حصہ لیا ہے اور جسکو مذکورہ حکومتوں کی مکمل سرپرستی کا شرف حاصل ہے

کمپنی کا بیڑہ

سفینۂ ملت ——— ۸۳۰۰ ٹن ——— حاجیوں کا جہاز
سفینۂ مراد ——— ۸۰۱۰ ٹن ——— حاجیوں کا جہاز
سفینۂ عرب ——— ۸۷۰۰ ٹن ——— حاجیوں کا جہاز
سفینۂ طارق ——— ۹۴۰۰ ٹن ——— باربردار جہاز

چند اہم حقائق

مئی ۱۹۵۱ء سے دسمبر تک کمپنی کی کل آمدنی ——— ۴۶ لاکھ روپیہ
جنوری ۱۹۵۲ء سے آج تک کی کل آمدنی ——— ۵۸ لاکھ روپیہ

چونکہ

اب صرف قلیل رقم کے حصے جاری کرنے باقی رہ گئے ہیں۔ اور دوسرے ممالک سے ان حصص کی مانگ بہت زیادہ آرہی ہے

لہذا یہ طے کیا گیا ہے کہ

مسلم ممالک کی درخواستوں پر فیصلہ کرنے سے قبل ایسے پاکستانی اشخاص کو حصص خریدنے کا موقعہ دیا جائے۔ جو دس دس حصص کی شکل میں ۳۰ جنوری ۱۹۵۳ء کو اپنی درخواستیں متصل فارم پر ۲۵ روپیہ کے ساتھ کمپنی کے دفتر بھیج دیں۔ یا

(۱) نیشنل بینک آف پاکستان
(۲) گرنڈلے بینک لمیٹڈ
(۳) مسلم کمرشیل بینک لمیٹڈ
(۴) آسٹریلیشیا بینک

کے کسی دفتر میں جمع کرادیں

بخدمت جناب ڈائرکٹر صاحبان دی پین اسلامک اسٹیم شپ کمپنی لمیٹڈ کراچی

میں پین اسلامک اسٹیم شپ کمپنی لمیٹڈ کے دس حصص خریدنا چاہتا ہوں جن کی کل قیمت فی حصہ ایک سو روپیہ ہے۔ اس درخواست کے ہمراہ ۲۵۰/ روپے بصورت نقد یا چیک یا بینک میں جمع کی رسید بھیج رہا ہوں۔ جو فی حصہ پچیس ۲۵ روپیہ کے حساب سے کافی ہوتا ہے۔ بقایا رقم پچھتر روپیہ فی حصہ آپ کے الاٹمنٹ کال کے مطابق جمع کردیا جائیگا۔ لہذا آپ سے درخواست ہے۔ کہ کمپنی کی دفعات اور تفصیلات کی شرائط کے مطابق حصص کی مجموعی تعداد کی منظوری میرے نام کردیں۔ جو کہ مجھے منظور ہوگا۔

نام (پورا اور صاف طور پر لکھا جائیگا) ....

پیشہ .... مکمل پتہ

.... تاریخ

دستخط ....

دی پین اسلامک اسٹیم شپ کمپنی

ادریس چیمبرس
۱۴۔ وڈ اسٹریٹ

کراچی

برطانیہ کی لیبر پارٹی میں اشتراکی داخل ہو رہے ہیں

لندن ۲۱ جنوری۔ سابق سوشلسٹ وزیر خارجہ مسٹر ہربرٹ مارلیسن نے ایک تقریر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ اس امر کی شہادت موجود ہے۔ کہ اشتراکی لیبر پارٹی کی صفوں میں براہ راست یا پارٹی میں پھوٹ ڈالنے والے عناصر کے ذریعہ داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ان باتوں کو نظر انداز کرنا درست نہیں ہے۔ انہیں تسلیم کر کے ان کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ ہمیں ان بدباطن لوگوں کی سازشوں کے خلاف جدوجہد کرنے کے لئے کمربستہ ہو جانا چاہیئے۔ جو ہماری آزاد مزدور تحریک میں تخریب کے درپے ہیں۔ اور برطانی جمہوریت کی صحت قوت اور آزادی کو ہر حالت میں برقرار رکھنا چاہیئے۔

آپ نے اشتراکیوں پر الزام لگایا۔ کہ وہ نہ صرف اپنے ارکان پر نہایت کڑا اور سخت ڈسپلن عائد کر رہے ہیں۔ بلکہ مزدور تحریک کے اندر بھی غیر مجلسی اشتراکی نظم و ضبط زبردستی پیدا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ مزدور انجمنوں کے لیڈروں کو اپنی شاخوں کے اجلاس میں ضرور شرکت کرنی چاہیئے۔ اور انہی سازشوں کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لئے تیار رہنا ضروری ہے۔ (اسٹار)

اٹلی کا عظیم ترین جہاز پہلے سفر پر روانہ ہو گیا

روم ۲۱ جنوری۔ اٹلی کا عظیم ترین اور نہایت تیز رفتار جہاز "اینڈرا ڈوریا" شمالی اوقیانوس کے پار اپنے پہلے سفر پر جینوا سے روانہ ہو گیا ہے۔ اطالوی نیوی گیشن کمپنی کے اس جہاز کا وزن ۳۰،۰۰۰ ٹن ہے یہ ۶۹۵ فٹ لمبا اور ۹۲ فٹ چوڑا ہے۔ اور ۱۲۵۰ مسافروں کو لے کر ۲۵ ناٹ کی رفتار سے سفر کر سکتا ہے۔ اسی طرح کا ایک اور جہاز کرسٹوفر کولمبو بھی زیر تعمیر ہے۔

ایٹمی پلانٹ بنانے کا سات سالہ منصوبہ

بروسیلز ۲۱ جنوری۔ جوہری تحقیق کی یورپی کونسل نے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ جس کے تحت اڑھائی یا تین کروڑ ڈالر کی لاگت سے ایک ایٹمی فزکس معمل گاہ تعمیر کی جائے گی۔ اس کی تعمیر میں سات سال کا عرصہ لگے گا۔ اور اسے جینوا سوئٹزرلینڈ سے تین میل کے فاصلہ پر بنایا جائیگا۔ اس لبارٹری کو نظریاتی تحقیق و تدوین کے لئے استعمال کیا جائیگا۔ اور فوجی نوعیت کا کوئی کام اس میں نہیں ہوگا۔ اور اس میں حاصل شدہ تمام اطلاعات کو بلا کم و کاست شائع کر دیا جائیگا۔ برطانیہ نے بعض شرائط کے تحت اصولی طور پر اس سکیم میں شرکت منظور کر لی ہے۔ (اسٹار)

نے اسلام قبول کر کے حلقہ بگوش احمدیت ہوئیں۔ اسلامی نام حمیدہ اور رشیدہ رکھے گئے ہیں۔ ان کی استقامت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مختصر طور پر کارگذاری کی رپورٹ احباب کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے مشن کی کامیابی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتا ہوں

اس سال کم برطانی آسٹریلیا جائیں گے

لندن ۲۱ جنوری۔ چونکہ آسٹریلیا برطانیہ سے تارکین کی کم تعداد کو کرایہ وغیرہ ادا کر کے منگوائے گا اس لئے اس سال دوران میں اس کام کے لئے صرف ایک ہی جہاز اس کام پر مامور کیا جائیگا ۱۹۵۲ء میں ایک جہازی بیڑے کے ذریعہ ۳۵،۰۰۰ برطانی تارکین آسٹریلیا گئے تھے۔ اب کے صرف بیس ہزار برطانی وہاں جائیں گے (اسٹار)

جرمنی میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی

(بقیہ صفحہ ۶)

علاقوں سے خطوط آتے رہے۔ جن کے جواب دیتا رہا۔ اور لٹریچر برائے مطالعہ بھجواتا رہا۔ اسی طرح اپنا ماہوار پرچہ اسلام ہر ماہ احمدی احباب اور بہت سے زیر تبلیغ احباب کو بھجواتا رہا۔

کرسمس کے موقعہ پر ایک پیغام مرتب کیا۔ جس میں احباب کو مبارکباد دیتے ہوئے قرآن کریم کی رواداری پر مشتمل تین آیات درج کیں۔ اور آخر میں ایک دعائیہ فقرہ درج کیا۔ کہ خدا تعالےٰ ہم سب کو رواداری کی روح کو قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ پیغام جرمن گورنمنٹ کے پریذیڈنٹ۔ چانسلر۔ تمام وزراء۔ ممبران پارلیمنٹ۔ ہیمبرگ گورنمنٹ کے ممبر۔ دیگر افسران۔ جرمن کی مشہور اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان۔ مشہور یونیورسٹیوں۔ پریس ایسوسی ایشنز جرنلسٹ احباب۔ مشہور مستشرقین جرمن اور زیر تبلیغ احباب کو ۶۰۰ کی تعداد میں بھجوایا اور اس طرح معقول رنگ میں بہت سے احباب تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق بفضلہ تعالےٰ ملی۔

بیعتیں: عرصہ زیر رپورٹ میں نیورمبرگ میں دو خواتین

ہمیں بدی کی طاقتوں کو شکست دیکر دنیا کو گہوارۂ امن بنانا ہے

امریکہ کے نئے صدر جنرل آئزن ہاور کی تقریر

واشنگٹن ۲۰ جنوری۔ تاریخ عالم کے اس عظیم آزمائشی دور میں جبکہ غلامی اور آزادی ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑے ہیں۔ ہم انسان کے غیر فانی وقار میں اپنے مستحکم عقیدے اور ایمان کا اعادہ کرتے ہیں:۔

یہ ہے وہ اعلان جو ریاستہائے متحدہ امریکہ کے نئے صدر جنرل ڈوائٹ ڈی آئزن ہاور نے اپنے خطبہ افتتاحیہ میں کیا

جنرل آئزن ہاور نے دنیا کی آزاد قوموں کو ان کی مساعی امن میں کامل تعاون کا یقین دلاتے ہوئے کہا کہ ہم جس عظیم خطرے سے دوچار ہیں۔ اس کا مقابلہ ہم خوف و انتشار کی حالت میں نہیں بلکہ ایمان و ایقان کے ساتھ کریں گے"۔

آپ نے کہا کہ اس عظیم الشان اور تاریخی رسم کی انجام دہی کے لئے ہمارے جمع ہونے کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ ایک شہری کو اپنے خدا کے سامنے اپنے عہدے کا حلف اٹھاتے ہوئے دیکھا جائے۔ بلکہ ہم یہاں ایک آزاد قوم کی حیثیت سے، دنیا کے سامنے اپنے اس ایمان مستحکم کا ثبوت مہیا کرنے جمع ہوئے ہیں۔ کہ مستقبل کے مالک دنیا کے آزاد عوام ہیں۔

موجودہ صدی میں مختلف قوتوں کے عروج و زوال کا ذکر کرتے ہوئے جنرل آئزن ہاور نے کہا گذشتہ ربع صدی خود ہمارے ملک کے لئے ایک آزمائش و ابتلا کا عہد رہا ہے۔ لہٰذا اس دور ابتلاء میں خدائے تعالےٰ کی بارگاہ میں رہنمائی اور ہدایت کے لئے رجوع ہو کر ہم یہاں اس سوال کا جواب دریافت کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ کہ ہم نے تاریکی سے روشنی کی جانب انسان کے اس طویل سفر میں کہاں تک ترقی کی ہے؟ کیا ہم روشنی کے قریب پہونچ چکے ہیں۔ جو کہ تمام انسانیت کے لئے امن و آزادی کا دن ہوگا یا یہ کہ ایک اور بھیانک رات کی تاریکی کے سائے ہم پر مسلط ہوتے جا رہے ہیں

بدقسمتی سے جہاں انسان نے حیرت انگیز طور پر ترقی کی منازل طے کی ہیں۔ وہیں اس نے ایسے طریقے بھی ایجاد کر لئے ہیں۔ جن سے نہ صرف پہاڑوں کو سطح زمین کے برابر کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ شہروں اور آبادیوں کو مسمار کیا جا سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سائنس نے اپنے آخری تحفہ کے طور پر انسان کو ایک ایسی طاقت عطا کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ جس سے انسان کے نام و نشان کو سطح ارضی سے ختم کر دیا جا سکتا ہے۔ ہمیں اپنے ایمان و عقیدہ کی روشنی میں ایسی بھیانک صورت حال کو ختم کرنا ہے اور بدی کی طاقتوں کو شکست دیکر اس دنیا کو صحیح معنوں میں گہوارہ امن بنانا ہے اور یہ ساری خدمات اس امر کا اظہار ہوں گی کہ ہمیں جمہوریت میں اعتماد ہے اور اس عقیدے کا اظہار بھی کہ خدائے تعالےٰ ہمارے اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے لیکن اس عقیدے کے دشمنوں کو۔ خدا کی ہستی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ وہ صرف طاقت میں ایمان رکھتے ہیں۔ وہ لوگوں کی بھوک اور مفلسی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور جو شخص بھی ان کی مزاحمت کرتا ہے وہ اسے اذیت دیتے ہیں۔ صداقت ان کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ ان کے فلسفۂ حیات اور ہمارے فلسفہ حیات میں بعد المشرقین ہے اور یہ ٹکراؤ بالراست ہمارے آباؤ اجداد اور ہماری آئندہ نسلوں کے ایقان و ایمان پر ایک ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہے۔

آج ان کے اسی فلسفہ نے آزادی کو غلامی کے اور تاریکی کو روشنی کے مقابل کھڑا کر دیا ہے۔

اس لئے یہ ضروری اور مناسب ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو ایک اور مرتبہ یہ یقین دلائیں کہ ہم اہل امریکہ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے سلسلے میں عالمی قیادت اور ہار جیت کے فرق کو بخوبی سمجھتے ہیں۔

ہم اپنے حلیفوں اور دوستوں پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم ایک عظیم خطرے سے دوچار ہیں لیکن ہم ان کا مقابلہ خوف و انتشار کی حالت میں نہیں بلکہ اعتماد اور ایقان کے ساتھ کریں گے۔

ہم تاریخ کے بے بس قیدی نہیں ہیں ہم آزاد ہیں ہم آزاد رہیں گے۔ اور کبھی آزادی کے خلاف ہم اپنے آپ کو مجرم ثابت نہیں کریں گے۔

جنرل آئزن ہاور نے آج اپنے عہدہ کا حلف اٹھا لیا۔